غیراللہ کو پکارنا

ترمذی نے حضرت انسؓ سے ایک ارشادِ رسولؐ یوں نقل کیا ہے :

لیسأل احدکم ربہ حاجتہ کلھا حتی یسأل شسع نعلہ اذا انقطع۔

تم میں سے ہر ایک اپنی ساری حاجتیں اللہ ہی سے مانگے حتیٰ کہ اگر جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگے۔

توحید کے معنی محض عددی طور پر اللہ کو ایک مان لینا نہیں۔ عدد میں دنیا کی ہر شے ایک ہی ہے۔ زید بھی ایک ہے۔ سورج بھی ایک ہے۔ قطب مینار بھی ایک ہے۔ کون سی چیز ایک نہیں؟ لیکن کسی شے کو محض ایک عدد مان لینے سے کوئی اس ایک شے کا بندہ بن جاتا ہے؟ توحید کا مطلب اگر صرف یہ ہوتا کہ اللہ کو ایک عدد مان لو تو سب سے بڑے موحد مشرکین مکہ ہوتے۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اللہ دو یا زیادہ ہیں زبانِ عرب میں تو اللہ کا تثنیہ اور جمع بھی نہیں۔ مشرکین عرب —— جیسا کہ قرآن میں صاف صاف موجود ہے —— یہ تسلیم کرتے تھے کہ اللہ ہی پانی برساتا ہے۔ وہی موت و حیات دیتا ہے۔ وہی روزی رساں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ پھر سوال یہ ہے کہ ان بے چاروں کو مشرک کیوں کہا گیا؟ —— بات یہ ہے کہ اللہ کو ذات و صفات میں سب سے بڑا اور مالکِ کل مان لینے سے توحید نہیں آتی۔ توحید کے معنی یہ ہیں کہ تمام خداؤں کا کلیتہً انکار بھی کر دیا جائے اور صرف اللہ کو الٰہ تسلیم کیا جائے۔ اگر اللہ کو اکبر مان کر ساتھ ہی دوسرے چھوٹے چھوٹے خداؤں کو بھی حاجت روا مان لیا جائے تو یہ توحید نہیں ہوگی بلکہ اسی کا نام ہوگا شرک۔ مشرکین عرب اسی لیے مشرک قرار دیے گئے کہ خدائے اکبر کو ماننے کے باوجود بہت سے چھوٹے چھوٹے سبورڈی نیٹ (SUBORDINATE) خدا بنا رکھے تھے کہ فلاں خدا اولاد دیتا ہے۔ فلاں خدا کے ذمے روزی رسانی کا محکمہ ہے۔ فلاں خدا فلاں قسم کی حاجت روائی کرتا ہے۔ اس لیے وہ براہِ راست اللہ کو پکارنے کی بجائے ان مصنوعی خداؤں کو پکارتے تھے اور انہی سے دعائیں مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى یعنی ہم تو ان خداؤں کی محض اس لیے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیتے ہیں۔ گویا یہ ایسے واسطے ہیں جن کے بغیر ہم اللہ سے اپنا براہِ راست تعلق پیدا ہی نہیں کر سکتے۔

انقلابِ عظیم برپا ہوگیا اور بتایا جائے کہ کس طرح حضورؐ کی نگاہِ کیمیا اثر نے تاریخ کی وہ عظیم ہستیاں پیدا کیں جن میں خلفائے راشدین، اہلِ بیت کرام اور ہزاروں جلیل القدر صحابہ شامل ہیں، جنہوں نے عالمِ انسانیت کو ایک نئی زندگی سے روشناس کیا۔ حضورؐ کی یہ سوانح عمری علمائے کرام اور وہ جدید تعلیم یافتہ لوگ مل کر مرتب کریں جن کے دل عشقِ رسول میں سرشار ہیں۔ اس کتاب میں فٹ نوٹ کے طور پر ان اعتراضات کے مدلل جوابات بھی دیئے جائیں جو مستشرقین یا غیر مسلم مورخوں کی طرف سے اسلام اور ہادیِ اسلام پر عائد کئے جاتے ہیں۔ یہ کتاب جہاں ہر لحاظ سے مستند ہو وہاں اس کا حجم بھی بہت زیادہ نہ ہو اور اس کا ہدیہ اتنا ہو کہ یہ ہر گھر میں پہنچ سکے۔ یہ کتاب اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں شائع کی جائے۔

چنانچہ اس مقصد کے لئے انجمن حمایت اسلام نے علمائے کرام کو دعوت دی۔ اور ۱۸ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو انجمن کے صدر دفتر میں حضرت مولانا احمد علی صاحب، حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی صاحب، جناب مولانا عبدالحی صاحب فاروقی، جناب علامہ حافظ کفایت حسین صاحب اور جناب علامہ علاؤالدین صدیقی صاحب نے سیرت نبوی کی ترتیب کے معاملے پر غور و خوض کیا اور اس مسئلے کے ما لہ و ما علیہ پر مفصل گفت گو ہوئی۔

الحمد للہ کہ تمام حضرات نے ایسی کتاب کی اشاعت کی ضرورت پر اتفاق کیا اور نہایت مفید تجاویز بھی پیش کیں۔ یہاں ضمناً یہ عرض کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ اس موضوع پر انجمن کی طرف سے جو اجلاس منعقد کیا گیا تھا اس میں بعض تقریروں کی وجہ سے بعض اصحاب کے دل میں یہ خدشہ پیدا ہوگیا ہے کہ معاندین اسلام کے اعتراضات کی آڑ میں خدانخواستہ راقم السطور کے دل میں بھی کہیں انکارِ حدیث کا شیطان تو نہیں سما گیا ہے۔ خدا وہ دن نہ لائے اور قبل اس سے کہ میرے دل میں انکارِ حدیث کا شائبہ بھی پیدا ہو مجھے موت آجائے۔ میں جانتا ہوں کہ میں ایک گناہ گار شخص ہوں لیکن یہ آرزو رکھتا ہوں کہ کاش میرا دل جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے بریاں رہے اور جب میں خداوند تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں تو اپنی جواب دہی میں یہی تحفہ بارگاہِ ایزدی میں پیش کروں۔

ہے اور اس طرح کسی کو پکارنا قطعی شرک ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم جسے پکاریں اس کے متعلق یہ بھی یقین رکھتے ہوں کہ کسی بات میں ہم اس کے محتاج ہیں اور کسی بات میں وہ ہمارا محتاج ہے۔ آج وہ ہماری مدد کرتا ہے اور کل ہم اس کی مدد کریں گے۔ یہ نہ شرک ہے نہ کوئی گناہ۔ بلکہ اسی طرح دنیا کا کاروبار چل رہا ہے اور چلتا رہے گا۔ پہلی صورت کو کہتے ہیں استعانت یعنی مدد مانگنا، اعانت طلب کرنا اور اس معنی میں اللہ اور صرف اللہ مستعان ہے۔ اور دوسری شکل ہے تعاون کی جس کا مطلب ہے ایک دوسرے کی اعانت کرنا۔ یہ کوئی شرک نہیں بلکہ ضروری ہے بشرطیکہ معصیت نہ ہو۔ ارشاد خداوندی ہے۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و سرکشی میں تعاون نہ کرو)۔ تعاون میں ایک دوسرے سے مدد مانگتا بھی ہے اور ایک دوسرے کی مدد کرتا بھی ہے۔ یعنی اگر زید عمرو سے استعانت کرتا ہے تو عمرو بھی زید سے استعانت کرتا ہے (اسی کو تعاون کہتے ہیں) لیکن خدا سے استعانت کرنے کی یہ صورت نہیں ہوتی۔ وہاں یہ خیال بھی نہیں آسکتا کہ آج ہم خدا کے محتاج ہیں اور وہ ہماری مدد کرتا ہے اور نعوذ باللہ کل خدا ہماری مدد کا محتاج ہو کر ہم سے مدد مانگے گا اور ہم اس کی مدد کریں گے۔

بالکل یہی صورت دعا کی ہے۔ اگر آج ہم کسی کو پکارتے ہیں اور کل وہ ہمیں پکارتا ہے تو یہ کوئی شرک نہیں۔ شرک وہ دعا ہے کہ غیر اللہ کو حاجت روا سمجھ کر یوں پکارا جائے کہ وہ تو ہماری دعا و پکار کو سن لے گا لیکن اسے خود ہمیں پکارنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس لیے غیر اللہ سے دعا کرنا اور اسے مدد کے لیے پکارنا یا اس کی عبادت کرنا سب یکساں ہیں۔

ہم محدثین اور اہل علم کے قدردان ہیں لیکن کسی بشر کی ہر بات سے اتفاق کرنا ضروری نہیں۔ بہجۃ الاسرار میں ایک نماز غوثیہ (یا صلوٰۃ الاسرار) لکھی ہے جسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ملا علی قاری نے شیخ عبدالقادر جیلانی سے روایت فرمایا ہے۔ ذرا وہ بھی سن لیجیے :

"مغرب کی فرض و سنت کے بعد دو رکعت نفل پڑھیں۔ ہر رکعت میں بعد از سورۂ فاتحہ گیارہ گیارہ بار قل ہو اللہ شریف پڑھیں۔ سلام کے بعد حمد و ثنا کریں اور گیارہ بار درود و سلام عرض کر کے یوں کہیں: یا رسول اللہ یا نبی اللہ اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات پھر بغداد شریف کی طرف رخ کر کے گیارہ قدم چلیں اور ہر قدم پر یوں کہیں : یا غوث الثقلین یا کریم الطرفین اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات پھر حضورؐ کے توسل سے جناب باری میں دعا کریں۔"

سیدالموحدین جناب ابراہیم خلیل اللہؑ نے اسی غلط روی کے خلاف اپنا موقف یہ بتایا تھا کہ:

واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ ۔ ۔ ۔ ہم تمہیں بھی چھوڑتے ہیں اور ہر اس غیر اللہ کو بھی جسے تم پکارتے ہو۔

ہر پیغمبر کی یہی دعوت تھی کہ کسی غیر اللہ کو نہ پکارو اور نہ اس سے دعا مانگو۔ کسی پیغمبر نے یہ نہیں کہا کہ بتوں، ستاروں، فرشتوں، جنوں وغیرہ سے تو دعا نہ مانگو مگر اللہ کے نیک بندوں سے دعائیں مانگا کرو اور انہیں اپنے مشکل وقت میں مدد کے لیے پکارا کرو۔

آنحضرتؐ نے بھی وہی تعلیم دی جو تمام انبیا کی تعلیم تھی۔ اور یہی حقیقت زیر نظر حدیث میں بھی بتائی گئی ہے۔ اور یہ عین تعلیم قرآن کے مطابق ہے۔ یَدْعُوْنَ مِن دون اللہ کا ذکر تو کئی جگہ قرآن پاک میں موجود ہے اس کے علاوہ جس بات کی ہر نمازی ہر روز بارہا تکرار کرتا ہے وہ ہے: ایاک نعبد وایاک نستعین یعنی اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ عبادت اور استعانت دو لازم و ملزوم چیزیں ہیں۔ جس کی عبادت ہو گی اسی سے استعانت بھی ہو گی اور جو مستعان ہو گا وہی معبود بھی ہو گا۔ سیدنا ابراہیمؑ نے جہاں یہ فرمایا کہ: واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعو ربی (میں تمہیں بھی چھوڑتا ہوں اور ہر اس غیر اللہ کو بھی جسے تم پکارتے ہو اور میں اپنے رب کو پکاروں گا) وہاں تدعون من دون اللہ کی تشریح اگلی آیت میں خود اللہ نے یوں فرما دی کہ: فلما اعتزلھم وما یعبدون من دون اللہ (جب ابراہیمؑ نے انہیں اور ہر اس غیر اللہ کو چھوڑ دیا جس کی وہ عبادت کرتے تھے)۔ گویا عبادت اور دعا (مدد کے لیے پکارنا) دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم ہر روز اپنے مختلف کاموں کے لیے کسی نہ کسی کو مدد کے لیے بلاتے ہیں تو کیا یہ ناجائز ہے؟ اگر ناجائز ہے تو دنیا کا کام کیسے چلے؟ جوتی کا تسمہ (جس کا زیر بحث حدیث میں ذکر ہے) ٹوٹ جائے تو کسی موچی سے نہ کہیں کہ بھئی ذرا اس تسمے کو جوڑ دے بلکہ اللہ سے دعا کرنے بیٹھ جائیں؟ کسی سے یہ نہ کہیں کہ پانی پلا دو۔ کوئی مریض تیماردار سے یہ فرمائش نہ کرے کہ مجھے دوا دے دو، سہارا دے کر اٹھا دو؟ کسی تانگے والے سے یہ نہ کہیں کہ ہمیں اسٹیشن تک پہنچا دو؟ آخر اس کا مطلب ہوا کہ اللہ کے سوا کسی سے مدد نہ مانگو اور کسی کو نہ پکارو؟ —— اس فرق کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے جو بندوں کو اور اللہ کو پکارنے کے درمیان ہے۔

مدد اور حاجت روائی کے لیے پکارنے کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جسے پکارا جائے اسے یہ سمجھا جائے کہ ہم تو اس کے محتاج ہیں اور یہ ہمارا محتاج نہیں۔ یہ انداز دعا صرف اللہ کے ساتھ مخ